آزادیِ ہند اور تحریکِ ریشمی رومال

مولانا ابوالکلام قاسمی، شمسی

تحریکِ آزادی میں علمائے کرام کی جدو جہد وقربانی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ان کی تحریک اس وقت شروع ہوئی، جب ہندوستان کی آزادی کے لیے ملک میں کوئی دوسری تحریک شروع نہیں ہوئی تھی۔ ملک کی آزادی کے لیے اُنہوں نے ہر طرح کی قربانیاں دیں، قید وبند کی تکلیفیں برداشت کیں، پھانسیاں دی گئیں، کالا پانی بھیجے گئے۔اس تحریک میں خود حصہ لیا، برادرانِ وطن کو دعوت دی، اور ان کے ساتھ مل کر ملک کو آزاد کرانے میں پیش پیش رہے۔ان حضرات نے ملک کی آزادی کے لیے بہت سی تحریکیں بھی چلائیں اور بہت سی تنظیمیں قائم کیں، جن کا ملک کی آزادی میں اہم رول رہا ہے۔ان تحریکوں میں سے ریشمی رومال تحریک بہت مشہور ہے۔

قونصل جنرل برطانیہ کے ذریعہ پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ میں موصول ہوئے ٹیلیگرام میں ریشمی خطوط کا خلاصہ موجود ہے۔اس میں تحریر ہے:

> ’’زیرِ نظر کیس کو ہم اپنی آسانی کے لیے’’ریشمی خطوط کا کیس‘‘ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس بارے میں ہمیں گہری اور مکمل واقفیت اگست ۱۹۱۶ء میں ریشمی کپڑے پر لکھے ہوئے ’’تین خطوط‘‘ کے پکڑے جانے سے حاصل ہوئی، جو کابل میں موجود سازشیوں نے حجاز میں موجود سازشیوں کو بھیجنے کے لیے روانہ کیے تھے۔ یہ واقعات جو اس تفتیش اور تحقیقات کا باعث ہیں، ان کا سلسلہ ۱۹۱۵ء کے اَوائل سے شروع ہوتا ہے۔‘‘(۱)

ریشمی رومال تحریک کی سیاسی اہمیت بھی ہے اور تاریخی بھی۔اس تحریک کا ملک کی آزادی میں اہم رول ہے۔اس کی قیادت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔

> ’’شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم کا نام مولانا ذوالفقار علیؒ تھا۔آپ کی پیدائش ۱۸۵۱ء کو بریلی میں ہوئی۔ چھ سال کی عمر میں سلسلۂ تعلیم شروع ہوا۔ابتدائی تعلیم مختلف اساتذہ سے حاصل کی۔ تعلیم کی تکمیل حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔ آپ سفر وحضر میں حضرت استاذ کے ساتھ رہے۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔

www.banuri.edu.pk

میں تقسیم کی گئیں۔ اس تحریر کے علاوہ دوسری تحریر مدینہ منورہ کے گورنر بصری پاشا کے نام تھی، جس میں حضرت شیخ پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے فرمائش کی تھی کہ ان کو استنبول انور پاشا کے پاس پہنچادیں۔ تیسری تحریر انور پاشا کے نام تھی کہ یہ معتمد بزرگ ہیں، ان کے مطالبات پورے ہونے چاہئیں، لیکن حضرت شیخ کو استنبول جانے کی ضرورت پیش نہ آئی، کیونکہ جب حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ حج بیت اللہ سے فارغ ہوکر ۶ محرم الحرام ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۵ء کو مدینہ منورہ پہنچے تو خود انور پاشا اور جمال پاشا اپنے سرکاری پروگرام کے مطابق مدینہ طیبہ حاضر ہوگئے۔ وہیں حضرت شیخ سے ملاقات ہوئی اور حضرت شیخ کی فرمائش کے بموجب ان حضرات نے فرامین اور پیغامات لکھ کر دے دیئے۔ ان پیغامات کا مضمون بھی وہی تھا جو ''غالب نامہ'' کا تھا، یعنی ہندوستانیوں کے مطالبۂ آزادی کی تحسین کی گئی تھی، اور اپنی طرف سے امداد و اعانت کا وعدہ تھا اور ہر شخص کو جو ترکی کی رعیت یا ملازم ہو، حکم تھا کہ مولانا محمود حسن صاحب پر اعتماد کرے اور ان کی اعانت میں حصہ لے۔ یہ فرمان صندوق کی دوسری تلی میں پیوست کرکے ہندوستان پہنچائے گئے، پھر ان کے فوٹو لیے گئے، اور ان کو افغانستان و یاغستان پہنچایا گیا۔ مولانا سید محمد میاں صاحب تحریر کرتے ہیں:

''حضرت خود تو حجاز ہی میں ٹھہر گئے، لیکن ''غالب نامہ'' اور دوسرے ضروری کاغذات بطریقِ محفوظ ہندوستان پہنچانے کی تدبیر یہ سوچی کہ کپڑے رکھنے کے لیے لکڑی کا ایک صندوق بنوایا، اس کے تختے اندر سے کھود کر کاغذات رکھ دیے، پھر اُنہیں اس طرح ملا دیا کہ باہر سے دیکھنے والا کتنا ہی مبصر کیوں نہ ہو، پتہ نہ لگا سکے، بلکہ شبہ بھی نہ کر سکے۔ یہ صندوق مولانا ہادی حسن رئیس خاں جہان پور (ضلع مظفر نگر) اور حاجی شاہ بخش سندھی کے حوالہ کردیا گیا۔ بمبئی میں جہاز پر سی آئی ڈی بھی موجود تھی اور اہلِ شہر بھی بکثرت آئے ہوئے تھے۔ اُنہیں میں سے مولانا محمد نبی نام ایک مخلص نے مولانا ہادی حسن صاحب سے کہا کہ اگر کوئی چیز محفوظ رکھنی ہو تو ابھی مجھے دے دیجیے، چنانچہ صندوق اُنہیں دے دیا گیا، وہ اُسے محفوظ نکال لائے اور توڑ کر تحریریں نکال لیں۔ دہلی میں حاجی احمد میرزا فوٹو گرافر نے ان کے فوٹو لیے اور مولانا محمد میاں عرف منصور انصاری کے ہاتھ یہ تحریریں سرحد بھیج دی گئیں، بعد ازاں حضرت نے اپنے ایک عزیز کو اس خیال سے تحریروں کا راز بتادیا کہ وہ ہندوستان واپس جاکر ان کے فوٹو لینے اور جابجا پہنچانے کا پیغام اربابِ کار تک پہنچانے کا انتظام کریں، مگر اسے گرفتار کرلیا گیا اور اس نے کچھ بتادیا، جس کی بنا پر مختلف اصحاب کی تلاشیاں ہوئیں اور اُنہیں گوناگوں مصائب سے سابقہ پڑا۔'' (۱۱)

''اسی زمانہ میں انگریزوں سے مل کر مکہ کے گورنر شریف حسین نے ترکی حکومت کے خلاف بغاوت کردی۔ اس بغاوت سے اور بے چینی ہندوستان میں بھی پیدا ہوئی۔ حکومتِ ہند نے خان بہادر مبارک علی اورنگ آبادی کو خفیہ طور پر مکہ معظّمہ بھیجا کہ وہاں سے ترکی کے خلاف فتویٰ حاصل کرکے لائیں، چنانچہ شریف حسین کے عہدہ دار علماء کی مدد سے خان بہادر نے استفتاء اور اس کا جواب مرتب کرایا، جس میں ترکی فوج کی مطلقاً تکفیر تھی اور سلاطین آلِ عثمان کی خلافت سے انکار کیا گیا تھا اور شریف

حسین کی بغاوت کو حق بجانب اور مستحسن قرار دیا گیا تھا۔ شریف حسین سے تعلق رکھنے والے بہت سے علماء نے اس پر دستخط کردیے تھے، لیکن علماء کی کثیر تعداد متردد اور خائف تھی۔ حضرت شیخ کے سامنے فتویٰ پیش کیا گیا تو حضرت موصوف نے سختی سے انکار کردیا۔ آپ کے انکار پر تمام حق پرست علماء کی ہمت بلند ہوگئی، جو حضرات متردد اور خائف تھے، ان سب نے دستخط کرنے سے انکار کردیا۔ فتویٰ پر دستخط نہ کرنے کی وجہ سے حکومتِ ہند نے ان حضرات کو شریف حسین سے طلب کیا، شریف نے گرفتاری کے احکام جاری کردیے۔ حضرت شیخ طائف میں گرفتار کرلیے گئے اور وہاں سے ۱۵/فروری ۱۹۱۷ء کو مالٹا روانہ کردیے گئے، جو سیاسی اور جنگی قیدیوں کا مرکز تھا۔ وہاں سخت تکلیف کی زندگی گزارنے کے بعد ۸/جون ۱۹۲۰ء کو تین برس سات مہینے کے بعد بمبئی پہنچا کر آپ کو رہا کیا گیا۔''(۱۲)

واپسی کے بعد ملک کی آزادی میں سرگرم حصہ لیا۔ مالٹا ہی میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے محسوس کیا کہ ہندوستان کی آزادی ایک قوم اپنی کوشش سے حاصل نہیں کرسکتی ہے۔ ۱۸۳۱ء سے ۱۹۱۵ء تک کا تجربہ ان کے سامنے تھا، لہٰذا آپ نے تشدد کی پالیسی بدل دی اور ہندوستان کی آزادی کو ہندو اور مسلمان کی مشترکہ جدوجہد سے حاصل کرنے کی تجویز پیش کی اور پھر ۱۹۱۹ء میں جمعیۃ علماء ہند کو آگے بڑھانے میں اہم رول ادا کیا، جس نے تحریکِ آزادی میں سرگرم حصہ لیا۔ اس طرح ملک کی آزادی میں ''ریشمی رومال تحریک'' کا اہم رول ہے اور تاریخِ آزادی کا اہم باب بھی۔ آج ہمارا ملک آزاد ہے اور ہم آزاد ملک میں زندگی گزار رہے ہیں۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان مجاہدین کے کارناموں کو یاد کریں اور خراجِ تحسین پیش کریں، جنھوں نے ملک کی آزادی میں حصہ لیا۔ ملک کی آزادی میں ہمارے اکابر نے سرگرم حصہ لیا ہے اور ان کی قیادت نے تحریک آزادی کو تیز کیا ہے جو ہندوستان کی تاریخ آزادی کا اہم باب ہے۔ ریشمی رومال تحریک کے سوسال کے موقع پر ہم ان مجاہدین کی آزادی کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں جنھوں نے اپنی زندگی کو ملک کی آزادی کے لیے قربان کردیا اور ہمیں آزاد ملک میں زندگی گزارنے کا موقع فراہم کرایا۔

مآخذ و مراجع

۱:......ریشمی خطوط سازش کیس، ص:۱۶۶۔
۲:......نقش حیات، جلد دوم، ص:۱۳۱۔
۳:......ایضاً، ص:۱۷۸۔
۴:......ریشمی خطوط سازش کیس، ص:۱۹۶، ۱۹۷۔
۵:......ذاتی ڈائری: ص:۲۰، ۲۱، ۲۲۔ نقش حیات، جلد دوم، ص:۱۴۵۔
۶:......نقش حیات، جلد دوم، ص:۱۶۷۔
۷:......ریشمی خطوط سازش کیس، ص:۱۲۶۔
۸:......ایضاً، ص:۱۲۸۔
۹:......ایضاً، ص:۱۲۷۔
۱۰:......ایضاً، ص:۱۲۹۔
۱۱:......ایضاً، ص:۲۰۷۔
۱۲:......ایضاً۔

☆☆☆

(بشکریہ: ماہنامہ دارالعلوم، دیوبند، ماہ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ)

www.banuri.edu.pk